غزلیں

پروفیسر احسن رضوی

○

کوئی ملتا تو گفتگو ہوتی
ایک تحریک رنگ و بو ہوتی

اپنے اندر بھی جھانک لیتا میں
خود کو پانے کی جستجو ہوتی

زندگی میں اگر کوئی ہوتا
اور جینے کی آرزو ہوتی

ہجر کی آنچ میں تپے ہوتے
اِک کسک سی کبھو کبھو ہوتی

بادلوں کا اگر کرم ہوتا
اپنی مٹی میں بھی نمو ہوتی

کام کرتے روش سے ہٹ کر جو
بات اپنی بھی چار سو ہوتی

ہم جو خود دار رہ گئے ہوتے
شہر میں اپنی آبرو ہوتی

ٹھہری ٹھہری سی زندگی بھی کیا
کوئی تو موج تند خو ہوتی

B-1/4، بالدا روڈ کالونی، نشاط گنج، لکھنؤ، موبائل: 9415016906

صہباؔ وحید

○

ہم انگوٹھی میں نگینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے
زندگانی میں قرینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

جن کو جانا تھا وہ دریا پار کب کے جاچکے
ہم ہوا کے رُخ سفینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

کون محنت کش یہاں ہے، کون ہے سرمایہ دار
ہم تو ماتھے پر پسینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

خوشنما وعدوں سے کب دو وقت کی روٹی ملی
صبح دَم نانِ شبینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

ٹوٹی پھوٹی اینٹ کی دیوار تھی، بس کچھ نہ تھا
ہم بزرگوں کا دفینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

اب نہ کوئی کربلا ہوگی، نہ سچائی کی جیت
زخم کھائے ایسا سینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

بنتِ حوّا تجربہ گاہوں میں بھی حاوی رہی
لوگ اولادِ نرینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

مثبت و منفی بھی اُس کے کم معمّے سے نہ تھے
معنویت ہاں، نہیں، نا ڈھونڈتے ہی رہ گئے

اُس کی تاریخیں بھی صہباؔ تھیں تغیّر کا شکار
اُس سے ملنے کا مہینہ ڈھونڈتے ہی رہ گئے

B-96، سرسوتی کنج، CGHS، 25۔ آئی پی ایکسٹینشن، دہلی۔110092